

عقیدہ  
اہل سنت  
والجماعت

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثمان  
ترجمہ

سعید احمد بن قمر الزماں ندوی

ناشر دار المعارف

ممبئی، دہلی، مالیکاوڈ

عقیدہ  
اہل سنت والجماعت

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیم

ترجمہ

سعید احمد بن قمر الزماں الندوی

ناشر

دارُ المعارف

امین

(C) جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں  
سلسلہ مطبوعات الدار السلفیہ نمبر ۱۳۳

نام کتاب	:	عقیدہ اہل سنت والجماعت
مؤلف	:	فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمینؒ
ترجمہ	:	سعید احمد بن قمر الزماں الندوی
طابع	:	اکرم مختار
ناشر	:	الدار السلفیہ ممبئی
تعداد اشاعت (باروم)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	اگست ۲۰۰۱ء
قیمت	:	۲۵ روپے

ملنے کا پتہ



## فہرست مضامین

صفحہ نمبر

- ۸ عرض ناشر: از مختار احمد ندوی
- ۹ تقدیم: از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
- ۱۱ مقدمہ: از مصنف
- ۱۲ ہمارا عقیدہ: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں،  
روز قیامت اور تقدیر پر ایمان لانا۔
- ۱۳ اس کی ربوبیت، الوہیت، اس کے اسماء و صفات اور اس کی  
وحدانیت پر ایمان رکھنا۔
- ۱۵ آیۃ الکرسی۔
- ۱۹ اللہ کے کلام فرمانے اور اس کے علم پر ایمان لانا۔
- ۲۲ اللہ کے علو، استواء اور معیت ہونے پر ایمان لانا۔
- ۲۳ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ دنیا میں مخلوق کے ساتھ موجود ہے  
تو یہ کفر و ضلالت ہے۔
- ۲۳ اللہ کا سماء دنیا پر نزول فرمانا اور قیامت کے دن بندوں کے درمیان  
فیصلہ کے لئے آنے پر ایمان لانا۔
- ۲۴ اللہ کے ارادہ و مشیت کی دو قسمیں ہیں۔ تکوینی و تشریعی



- ۲۵ اللہ کی مراد خواہ تکوینی ہو یا تشریعی، حکمت پر مبنی ہے۔
- ۲۵ اللہ کی محبت، خوشنودی، ناگواری اور غضب کا بیان۔
- ۲۸ اللہ کے چہرہ، ہاتھ اور آنکھوں کا بیان۔
- ۲۹ مومنین کے لئے اپنے رب کا دیدار۔
- ۳۰ اللہ کے کمال صفات کی بناء پر اس کے مثل کا ممتنع ہونا۔
- ۳۰ اللہ کا، اوگھ، نیند، ظلم، غفلت، عجز، تکبر اور تعجب سے پاک ہونا۔
- ۳۱ اللہ کا اثبات بغیر تکیف و تمثیل کے ہونا چاہیے۔
- ۳۱ اللہ اور اس کے رسول نے جن امور پر سکوت فرمایا ہے ہمیں بھی اس پر سکوت کرنا چاہیے۔
- ۳۲ ہمیں اللہ اور رسول کی بتائی ہوئی باتوں پر چلنا ضروری ہے۔
- ۳۲ اللہ اور رسول کے کلام میں کمال علم اور صدق موجود ہے۔
- ۳۳ فصل: اللہ کے اسماء و صفات کے اثبات و نفی کے سلسلہ میں مؤلف نے کتاب و سنت اور اسلاف و ائمہ ہدیٰ پر اعتماد کیا ہے۔
- ۳۳ کتاب و سنت کی نصوص کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کرنا واجب ہے۔
- ۳۳ محرفین، معطلین اور نصوص میں غلو کرنے والوں کے طریقہ سے مؤلف کی براءت۔ کتاب و سنت کے اندر مذکورہ احکام حق ہیں۔
- ۳۳ کتاب و سنت میں کوئی تناقض نہیں ہے۔
- ۳۴ ان میں تناقض کا مدعی خود گمراہی کا شکار ہے۔
- ۳۴ کتاب و سنت میں تناقض کا متوہم قلیل العلم اور ناقص الفہم ہے۔

۳۵ فصل: اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا۔

۳۶ فرشتے اللہ کی جانب سے کچھ اعمال کے مکلف ہیں۔

۳۸ البیت المعمور۔

۳۸ فصل: اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا۔

۳۹ اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔

۳۹ وہ کتابیں جو ہم کو معلوم ہیں۔

۴۱ قرآن کریم سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ کرنے والا ہے اور اللہ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔

۴۱ پہلی کتابوں میں تحریف و کمی، زیادتی کر دی گئی ہے۔

۴۴ فصل: اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔

۴۴ رسولوں کے ارسال کی حکمتوں پر ایمان لانا۔

۴۴ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہیں۔

۴۵ صاحب فضیلت رسول کسی فضل کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۴۵ نبی کریم ﷺ کی شریعت تمام شریعتوں کے فضائل پر حاوی ہے۔

۴۶ تمام رسول بشر اور مخلوق ہیں، اللہ کے بندے ہیں، شرف

رسالت سے نوازے گئے ہیں۔ ان میں ربوبیت کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

۵۰ نبی ﷺ کی شریعت دین اسلام ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے

واسطے پسند فرمایا ہے۔

جو یہ کہے کہ اللہ اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو بھی قبول کریگا، وہ کافر ہے۔ ۵۱  
 جس نے نبی ﷺ کی عمومی رسالت کا انکار کیا وہ تمام رسولوں کا منکر ہے۔ ۵۱  
 نبی ﷺ کے بعد نبوت نہیں ہے۔ جو اس کا دعویٰ کرے، یا اس کے مدعی ۵۲  
 کی تصدیق کرے، وہ کافر ہے۔

خلفائے راشدین خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور صحابہ میں ۵۲  
 سب سے افضل تھے۔

کوئی صحابی اپنی کسی جزئی فضیلت کی بناء پر ان سے افضل نہیں ہو سکتا۔ ۵۳  
 امت محمدیٰ سارے امتیوں سے بہتر ہے اور ان میں سب سے بہتر صحابہ ۵۳  
 پھر تابعین پھر تبع تابعین ہیں۔

ہمیشہ اس امت کا ایک طبقہ حق پر قائم اور غالب رہے گا۔ ۵۴

صحابہؓ کے درمیان اختلافات اجتہادی تھے۔ ۵۴

ان کو برائی سے نہیں یاد کرنا چاہیے۔ ۵۵

فصل: آخرت کے دن پر ایمان۔ ۵۵

دوبارہ اٹھائے جانے اور نامہ اعمال اور اعمال کے تولے جانے پر ایمان۔ ۵۶

خصوصی و عمومی شفاعت پر ایمان۔ ۵۸

حوض کوثر اور پل صراط پر ایمان۔ ۵۹

جنت اور دوزخ پر ایمان اور ان دونوں کے موجود ہونے اور کبھی ۶۱

فنانہ ہونے پر ایمان۔

ان لوگوں کے متعلق جنت و جہنم کا ایمان جن کے متعلق قرآن مجید میں ۶۲

صراحت ہے یا ان کا وصف بیان کیا گیا ہے۔

۶۳ قبر میں امتحان، عذاب قبر اور اس کی نعمتوں کا بیان۔

۶۴ غیبی معاملات دنیاوی امور کے مانند نہیں ہیں۔

۶۵ فصل: تقدیر پر ایمان۔

۶۵ تقدیر پر ایمان لانے کے چار مراتب ہیں۔ علم، کتابت، مشیت اور تخلیق۔

۶۶ بندے کو اپنے عمل پر اختیار اور قدرت ہے۔

۶۷ اس بات پر دلیل کہ بندے کو عمل پر اختیار و قدرت حاصل ہے

وہ پانچ چیزیں ہیں۔

۷۰ گنہگار کے لئے اپنے گناہ کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

۷۲ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاسکتی۔

۷۲ اللہ کا فیصلہ خیر محض ہے۔

۷۳ اس کے فیصلہ میں شر کسی ایک پہلو سے ہو سکتا ہے، ہر پہلو سے نہیں۔

۷۴ فصل: اس عقیدہ کے ثمرات بہت زیادہ دور رس ہیں۔

۷۴ ایمان باللہ کے ثمرات۔

۷۵ ایمان بالملائکہ کے ثمرات۔

۷۵ ایمان بالکتاب کے ثمرات۔

۷۶ ایمان بالرسول کے ثمرات۔

۷۶ ایمان بالقیامت کے ثمرات۔

۷۶ ایمان بالقدر کے ثمرات۔

## عرض ناشر

عقیدہ اسلام کی اولین بنیاد ہے، یہ بنیاد جتنی مضبوط اور گہری ہوگی مسلمان کی زندگی میں اس قدر استقامت اور یقین اور معرفت پیدا ہوگی، باری تعالیٰ کے وجود برحق، اسکی الوہیت، ربوبیت اور اسماء و صفات پر گہرا ایمان، نیز اللہ کے فرشتوں، اللہ کی آسمانی کتابوں، اللہ کے سب رسولوں اور قیامت کے برپا ہونے نیز جنت و جہنم، قضاء و قدر پر پختہ ایمان اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قبلہ، نماز، قرآن، محرکات ابدیہ، معجزات نبویہ، شریعت محمدیہ کی ابدیت اور حقانیت کی دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور ہاتھ پاؤں سے اس پر عمل کرنا عقیدہ اسلام کی سچی تعبیر ہے۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے عالم اسلام کے مشہور عالم اور مفتی اور مصلح علامہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے اہل سنت والجماعت کے صحیح اور متفق علیہ عقائد کو نہایت مدلل، آسان اور عام فہم انداز میں مرتب کر کے عقیدہ سلف صالح کو عام کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔ اسکے اردو ترجمے کو الدار السلفیہ نے اپنی نگرانی اور اہتمام کے ساتھ افادہ عام کی نیت سے شائع کیا۔ اللہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ، مترجم اور ناشر کو اسکی طباعت و اشاعت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تقدیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من

لا نبی بعده و علی آلہ وصحبہ !

عقیدہ کے موضوع پر مجھے ایک عمدہ اور مختصر کتاب پر واقفیت ہوئی۔ جس کو ہمارے برادر فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین نے مرتب کیا ہے۔ میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب کو سنا۔ چنانچہ اس کتاب کو اللہ کی توحید اور اس کے اسماء و صفات کے احکام، فرشتوں، اللہ کی کتابوں، رسولوں، روز قیامت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان کے ابواب کو اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ کے مطابق مشتمل پایا۔



مرتب نے بہت خوش اسلوبی سے اس کے مضامین کو یکجا کر کے کتاب کو نفع بخش بنا دیا ہے اور عقائد کے بہت سے ایسے قیمتی فوائد بھی شامل کر دیئے ہیں جن کا ہر طالب علم بلکہ ہر مسلم جاننے کا محتاج ہے، جو عقیدہ کی دیگر تالیفات میں نہیں پائی جاتیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو بہتر صلہ عطا فرمائے۔ علم و ہدایت میں مزید ترقی دے ان کی اس کتاب کو، اسی طرح انکی دیگر تالیفات کو نفع بخش بنائے۔ اللہ سے دعا گو ہوں کہ ان کو، ہم کو اور سارے مسلمان بھائیوں کو ہدایت یافتہ لوگوں میں اور آگہی و بصیرت کے ساتھ دینی دعوت دینے والوں میں شامل فرمائے۔

إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

الرئیس العام

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان  
إلاّ على الظّلمين واشهد ان لا اله إلاّ الله وحده  
لا شريك له الملك الحق المبين واشهد ان محمدا  
عبده ورسوله خاتم النبيين وامام المتقين صلى الله  
عليه وعلى آله و اصحابه ومن تبعهم باحسان  
إلى يوم الدين -

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق  
دے کر بھیجا ہے تاکہ سارے جہان کے لئے رحمت، تمام عمل کرنے والوں  
کے لئے نمونہ واسوہ اور سارے بندوں کے لئے حجت و دلیل ثابت ہوں۔

آپ کے اور اس کتاب و حکمت کے ذریعہ جو آپ پر نازل ہوئی ہر اس چیز  
کو واضح فرمادیا جس میں بندوں کی بھلائی اور ان کے دینی و دنیاوی امور کی درستگی  
مقصود تھی۔ تاکہ ان کے عقائد صحیح ہوں اور ان کے اعمال درست ہوں اور وہ

اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں اور بلند کردار سے بہرہ ور ہوں۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو ایک ایسی چمکتی شریعت پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی ایسی ہی روشن ہے جیسے اس کا دن۔ نہ پھرے گا اس سے مگر ہلاک ہونے والا۔

اس راستے پر امت کے وہ لوگ چلے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری اختیار کی اور وہ امت کے بہترین لوگ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے احسان و اخلاق کے ساتھ انکی اتباع کی۔ چنانچہ انہوں نے شریعت اسلامیہ کو قائم کیا اور سنت محمدیہ پر عمل پیرا ہوئے اور اپنے عقائد و عبادات اور اخلاق و آداب کو اسی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی اور اس پر مضبوطی سے جے رہے۔

چنانچہ وہ اس طور و طریقے سے اس جماعت کے مصداق ہوئے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے کہ ”میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی۔ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔“

اور ہم لوگ بحمد اللہ ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کتاب و سنت کے مطابق حیات و حالات سے فیضیاب و ہدایت یاب ہو رہے ہیں۔ ہم یہ تحدت بالعمۃ کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کو اسی طرح ہونا چاہیے۔ اور ہم بارگاہ الہی میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہم کو اور سارے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں قول ثابت پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرے اور ہمارے لئے اپنی رحمت و نعمت کا دروازہ کھول دے۔ بلاشبہ وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

اس موضوع کی اہمیت اور لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف افکار و نظریات کے پیش نظر جی چاہا کہ اہل سنت و الجماعت کے عقیدے کو مختصر اور اجمالی طور پر تحریر کر دوں جو یہ ہے:

”اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت پر ایمان۔ اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کو اپنی مرضیات کے مطابق کرے اور اپنے بندوں کے لئے نفع بخش بنائے۔

## ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ :- اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز آخرت اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ پرورش کرنے والا اور پیدا کرنے والا اور ساری چیزوں کا مالک اور اس کو چلانے والا ہے۔

اور ہم اس کی اُلُوہیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں۔

اور ہم اس کے اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے لئے اسماء حسنی ہیں اور عالی مرتبہ صفات ہیں۔

اور ہم اس کی وحدانیت پر اس طور ایمان رکھتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں نہ تو اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی اُلُوہیت میں، اور نہ ہی اس کے اسماء و صفات میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ  
وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور اُن سب کا جو ان دونوں کے درمیان



لِعِبَادَتِهِ - هَلْ تَعْلَمُ - ہے۔ سو تو اسی کی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ۔ بھلا تو کسی کو لہ سَمِیًّا۔

(مریم: ۶۵) اس کا ہم صفت جانتا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

اللہ (وہ ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے۔ اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے۔ کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اسکی اجازت کے سفارش کر سکے۔ جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور وہ (مخلوقات) اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے سوا اس کے جتنا وہ خود چاہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو سمار کھا ہے اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں۔

وہ عالی شان، عظیم الشان ہے۔ (البقرة: ۲۵۵)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:



هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِيمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الحشر: ۲۳-۲۴)

اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ہے، سالم ہے، امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے، زبردست ہے، خرابی کا درست کرنے والا ہے، بڑا عظمت والا ہے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے وہی اللہ تو پیدا کرنے والا ہے، ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے، صورت بنانے والا، اسکے اچھے اچھے نام ہیں، اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو چیزیں بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ جس کی دلیل ذیل کی آیات ہیں:

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا لَهُ

وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے (اولاد) مادہ عنایت کرتا ہے

وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَ إِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔ (الشوری: ۴۹-۵۰)

اور جس کو چاہتا ہے (اولاد) نرینہ عنایت کرتا ہے۔ یا ان کو نر و مادہ (کی صورت ذکرانہ و انانہ و یجعل میں) جمع بھی کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے لاولد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا علم والا ہے بڑا قدرت والا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اس ذات پاک کے لئے یہ اوصاف ہیں:-

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمُوتِ وَ الْأَرْضِ يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ يَقْدِرُ۔ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (الشوری: ۱۱-۱۲)

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانے اس کے پاس ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے اس کا رزق لکھ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کی روزی تنگ کرتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ

اور کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو اور وہ ہر ایک کے زیادہ رہنے کی جگہ اور کم رہنے کی جگہ کو

مُتَّبِعِينَ - (ہود: ۶) جانتا ہے - ہر چیز کتاب میں درج ہے

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ :

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا  
إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي  
الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ  
مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا  
وَلَا حَبَّةٌ فِي ظِلْمَةٍ الْأَرْضِ وَلَا  
رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي  
كِتَابٍ مُتَّبِعِينَ -

اور اس کے پاس غیب کے خزانے ہیں۔  
انھیں بجز اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اور  
وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر  
میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر یہ کہ  
وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی  
تاریکیوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور  
خشک چیز مگر (یہ سب) روشن کتاب

میں (موجود) ہیں۔ (الانعام: ۵۹)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے :

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ  
وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ  
مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي  
نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا  
تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ  
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ -

بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور  
وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا  
ہے کہ رحم میں کیا ہے اور کوئی بھی نہیں  
جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا اور نہ کوئی  
یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین میں مریگا  
بیشک اللہ ہی علم والا ہے ، خبر

(لقمان: ۳۴) رکھنے والا ہے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے، جیسے چاہے کلام فرماتا ہے۔ ارشاد ہے:

وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا اور اللہ نے موسیٰ سے (خاص طور پر)  
(النساء: ۱۶۴) کلام فرمایا۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا اور جب موسیٰ ہمارے وقت (موعود)  
پر آگئے اور ان سے ان کا پروردگار  
وَكَلَّمَ رَبُّهُ۔

(الاعراف: ۱۴۳) ہم کلام ہوا۔

وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ اور ہم نے انھیں طور کے داہنی جانب  
الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا۔ سے آواز دی اور ہم نے ان کو مقرب  
(مریم: ۵۲) بنایا از کی گفتگو کے لئے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ذات ایسی ہے کہ:

لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا اگر سمندر سارے کے سارے روشنائی  
لِكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ ہو جائیں میرے پروردگار کی باتیں لکھنے  
قِيلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتُ کے لئے تو سمندر ختم ہو جائے گا اور  
میرے پروردگار کی باتیں ختم نہ ہو  
رَبِّي۔

(الکہف: ۱۰۹) سکیں گی۔

مزید ارشاد ہے:

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ -

اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر یہ سب قلم بن جائیں اور اس سمندر کے علاوہ سات سمندر اور ہو جائیں تو بھی اللہ کے کلمات (کی حکایات) ختم نہ ہوں - بیشک اللہ بڑا زبردست

(لقمان: ۲۷) حکمت والا ہے۔

اور ہم اس کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ معلومات کی سچائی میں اور احکام کے معتدل ہونے میں، طرز بیان کی خوبی و خوش اسلوبی میں اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے کامل ترین کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا - (الانعام: ۱۱۶)

اور آپ کے پروردگار کا یہ کلام صدق و عدل کے لحاظ سے کامل ہے۔

مزید ارشاد ہے:

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (النساء: ۸۷)

سچا ہے۔

اور ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے



ذریعے کلام برحق کا ارشاد ہوا اور حضرت جبریل پر القافر مایا اور وہ اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔

ارشاد ہے:

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ  
مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ -  
آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے  
آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت  
کے موافق اتارا ہے۔ (النحل: ۱۰۲)

وَأَنَّهُ لَنَزَّلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى  
قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ  
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ -  
اور بیشک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا  
اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین نے  
آپ کے قلب پر اتارا ہے۔ تاکہ آپ  
ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ صاف  
عربی زبان ہے۔ (الشعراء: ۱۹۲-۱۹۵)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے ذریعہ اپنے بندوں  
کے احوال پر بہت زیادہ مطلع ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:  
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وہ عالی شان ہے اور عظیم الشان  
(البقرة: ۲۵۵) ہے۔

مزید ارشاد ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور وہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور



وَهُوَ الْحَكِيمُ الْحَبِيرُ (الانعام: ۱۸) وہ صاحب حکمت ہے، بڑا باخبر ہے۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہے:

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ  
میں پیدا کیا ہے پھر عرش بریں پر جلوہ افروز  
يُدْبِرُ الْأُمُورَ۔ (یونس: ۳) ہوا۔ (ہر) کام کی تدبیر (وہی) کرتا ہے

اور اس کا عرش پر جلوہ افروز ہونا اس کا اپنی ذات کے ساتھ ایک خاص قسم کا بلند اور مستوی ہونا ہے جو اس کی جلالت قدر و عظمت کے مناسب ہے جس کی کیفیت و حالت اللہ جل شانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش بریں پر ہوتے ہوئے اپنے بندوں کے احوال سے واقف ہے۔ ان کی باتوں کو سنتا اور ان کے اعمال کو دیکھتا اور ان کے معاملات کو چلاتا ہے۔ فقیر کو رزق دیتا ہے، ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ اسی ذات پاک کے ہاتھ میں ساری بھلائی کی چیزیں ہیں اور بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس ذات پاک کی ایسی شان و صفات ہوں وہ واقعی اپنی مخلوق کے ساتھ ہر لمحہ ہے۔ اگرچہ وہ حقیقی طور پر ان کے اوپر عرش پر متمکن و مستوی ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ كَانَاتِ كِي كُوْنِي اِس كے مشابہ نہیں  
السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ ہے۔ اور وہ سب کچھ سننے والا، دیکھنے

(الشوریٰ: ۱۱) والا ہے۔

اور ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے جس کے فرقہ حلوٰیہ اور جہمیہ وغیرہ کے لوگ  
قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے ساتھ زمین میں موجود ہے اور ہم ایسے  
عقیدے رکھنے والے کو کافرا گمراہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو نامناسب اور  
بری صفات سے متصف کیا ہے۔

بلکہ ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خبر دی ہے  
کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا آخری ایک تہائی  
حصہ باقی رہ جاتا ہے تو یہ فرماتا ہے کہ ”کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعائیں قبول  
کروں۔ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جس کو میں دوں؟ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے  
جس کی مغفرت کروں؟“

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے  
درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔  
كَلَّا اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دُكًّا  
يَا دُكًّا وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا  
صَفًّا وَجَاءَ يَوْمَئِذٍ يَجْهَنَّمُ  
یہ بات ہرگز نہیں (کہ عذاب نہ ہوگا)  
جس روز زمین کو توڑ کر ریزہ ریزہ  
کر دیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور

يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى  
لَهُ الذِّكْرَى۔ لایا جائے گا۔ اس روز انسان کو سمجھ

آئے گی۔ اور سمجھ آنے کا موقع

(الفجر: ۲۱-۲۳) کہاں رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فَعَالٍ لِّمَا يُرِيدُ (جو چاہے کر گزرنے والا)

ہے۔ (البقرہ: ۱۶)

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی دو قسم ہے۔ ایک ”ارادہ کونیہ“ ہے جس کا ہونا تو ضروری و لازمی ہے لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے اور اور یہی مشیت الہی کے معنی ہیں۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَكُودُ شَاءَ اللَّهُ مَا فَتَلُوا وَلَكِنْ  
اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ اور اگر اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو وہ آپس میں خونریزی نہ کرتے۔ لیکن اللہ وہی

(البقرہ: ۲۵۳) کرتا ہے جو ارادہ کر لیتا ہے۔

إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ  
هُوَ رَبُّكُمْ (ہود: ۳۴) جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔ وہی تمہارا (مالک و) پروردگار ہے

ارادہ کی دوسری قسم ”ارادہ شرعیہ“ ہے۔ جس کے معنی و مراد کا واقع ہونا ضروری نہیں۔ لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی

مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ اور اللہ کو منظور ہے کہ تمہاری توبہ  
(النساء: ۲۷) قبول فرمائے۔

اور ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اور شرعی مشیت و مراد اس کی حکمت کے تابع ہے۔ چنانچہ جس چیز کو مشیت الہی نے ہونا چاہا اور عمل بھی کیا تو یہ سب چیزیں ایک حکمت کے تحت وجود میں آئی ہیں۔ چاہے اس حکمت کو ہماری عقل و فہم سمجھ سکی ہو یا نہ سمجھ سکی ہو۔

ارشاد ہے:

أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَكَمِينَ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر  
(التین: ۸) حاکم نہیں؟

وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا جو قوم یقین (وایمان) رکھتی ہو اس کے  
لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ۔ نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا  
(المائدہ: ۵۰) ہو سکتا ہے۔

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت فرماتا ہے اور وہ لوگ بھی اس سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے  
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ

(ال عمران: ۳۱) تم سے محبت کرنے لگے گا۔  
 فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ  
 وَيُحِبُّونَهُ۔ لے آئے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ

(المائدة: ۵۴) اسے چاہتے ہوں گے۔  
 وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت  
 فرماتا ہے۔ (ال عمران: ۱۴۶)

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ  
 الْمُقْسِطِينَ۔ (حجرات: ۹) انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے  
 وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ  
 الْمُحْسِنِينَ۔ (البقرة: ۱۹۵) اچھے کام کرتے رہو یقیناً اللہ  
 اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔  
 اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال و اقوال کو کرنے سے جس کو  
 اس نے مشروع فرمایا ہے راضی ہوتے ہیں اور جن سے منع فرمایا ہے اس کو ناپسند  
 کرتے ہیں:

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ  
 وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ  
 تَشْكُرُوا يَرْضَاهُ لَكُمْ۔  
 (الزمر: ۷) اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تمہارا حاجتمند  
 نہیں۔ اور نہ وہ اپنے بندوں کے لئے  
 کفر پسند کرتا ہے۔ اور اگر تم شکر کرو گے  
 تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔



وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ لِيَكُنَ اللَّهُ فِي انْ كَے جانے كو پسند  
فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا ۚ هِي نہ كيا اسي لئے انھیں جما رہنے ديا  
مَعَ الْقُعْدِيْنَ۔ اور كہہ ديا گيا كہ بيٹھنے والوں كے  
(التوبہ: ۴۶) ساتھ بيٹھے رہو۔

اور ہم اس پر ايمان ركھتے ہيں كہ اللہ تعالٰى ايمان لانے والوں اور عمل صالح  
كرنے والوں سے راضى اور خوش ہوتے ہيں:

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ اللہ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے  
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ۔ خوش رہيں گے۔ يہ اس كے لئے ہے جو  
(البينۃ: ۸۰) اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

اور ہم ايمان ركھتے ہيں كہ اللہ تعالٰى كفار اور ان كے علاوہ جو لوگ بھى غضب  
وغصہ كے مستحق ہيں ان سے غضبناك اور ناراض ہوتے ہيں۔

ارشاد ہے:

الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءَ عَلَيْهِمْ ۚ جو اللہ كے ساتھ برے برے گمان  
دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ ۚ ركھتے ہيں ان پر برا وقت آنے والا ہے  
عَلَيْهِمْ۔ (الفتح: ۶) اور اللہ ان پر غضبناك ہوگا۔

وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا ۚ ليكن جس كا سينہ كفر ہي سے كھل جائے تو  
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ ۚ ايے لوگوں پر اللہ كا غضب ہوگا اور ان



عَذَابٌ عَظِيمٌ (النمل: ۱۰۶) کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا ”وجہ“ ہے جو کہ عظمت و احسان سے متصف ہے۔

وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات ہی وَالْاَكْرَامِ۔ جو عظمت و احسان والی ہے باقی رہ جانے (الرحمن: ۲۷) والی ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے ہاتھ بھی مانتے ہیں جو کہ کرم اور عظمت والے ہیں۔

بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ اللہ کے دونوں ہاتھ خوب کھلے ہوئے ہیں كَيْفَ يَشَاءُ۔ (المائدہ: ۶۴) وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی مَطْوِيَّتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک (الزمر: ۶۷) اور برتر ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی طور پر دو آنکھوں کے قائل ہیں جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَ  
وَحِينَا۔ (ہود: ۷۳) ہمارے حکم سے تیار کرو۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: ”اس کے ورے نور کا ایک پردہ ہے اگر اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی کرنوں سے تاحد نگاہ ساری مخلوقات جل کر خاک ہو جائے۔“

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی آنکھیں دو ہیں۔ جس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جود جال کے متعلق ہے، کرتا ہے: ”وہ بیشک یک چشم ہے اور تمہارا رب یک چشم نہیں۔“ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ  
الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ (الانعام: ۱۰۴) بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے:

وُحُوءٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ

رَبِّهَا نَاطِرَةٌ۔ ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف

(القیامۃ: ۲۲-۲۳) دیکھ رہے ہوں گے۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ و اکمل صفات کی وجہ سے کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی مثل نہیں۔

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔  
وہی (ہر بات کا) سننے والا (ہر چیز کا)

(الشوریٰ: ۱۱) دیکھنے والا ہے۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے کمال حیات اور قیومیت کی وجہ سے یہ شان رکھتا ہے:

لَا تَأْخُذْهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ نَهْ اَسْ اَوَّلُكْهُ آ سَكْتِي هِ نَهْ  
(البقرہ: ۲۵۵) نیند۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال عدل و انصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور وہ اپنے بندوں کے اعمال و احوال سے ایک پل بھی غافل نہیں۔  
کیونکہ وہ اس کی پوری نگرانی و علم و احاطہ میں ہیں۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کمال علم و قدرت کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ وَهْ تَوْبَسْ جَبْ كَسِيْ كَزِيْ كَرْنِيْ

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔  
 کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ  
 (یٰس: ۸۲) ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

اور اس کے کمال طاقت و قوت کی وجہ سے نہ تو اس کو تکان ہوتی ہے اور نہ  
 معذوری و عاجزی۔

ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ۔ (ق: ۳۸)  
 اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ  
 ان کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں  
 پیدا کر دیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں

اور ہم ان تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات پر جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے  
 لئے ذکر فرمایا ہے یا وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ہم اسے  
 تمثیل اور تکییف سے مبرا مانتے ہیں۔ اور تمثیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو  
 بعینہ مخلوق کی صفات کی طرح کہا جائے۔ اور تکییف یہ کہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ  
 کی صفات ایسی ایسی ہیں۔

اور ہم ہر اس چیز کے انکار و نفی پر ایمان رکھتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی  
 ذات پاک سے نفی کی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منزه فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ  
 نفی اس کے ضد کے کمال کو مقتضی ہے۔

اور ہم ہر اس چیز سے خاموشی اختیار کرتے ہیں جس سے اللہ اور اس کے

رسول نے سکوت اختیار کیا ہے۔

اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس راستے پر چلنا ایک لازمی فریضہ ہے کیونکہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے لئے ثابت کیا ہے، یا اپنی ذات سے ان کی نفی کی ہے یہ ایسی بات اور حقیقت ہے جس کو اللہ نے خود اپنے متعلق واضح کیا ہے۔ اور وہ ایسی ذات پاک ہے جو اپنے متعلق سب سے زیادہ جاننے والی ہے اور سب سے زیادہ راست گو اور بہترین کلام کرنے والی ہے۔ اور بندے اس کی ذات کا اور اک و احاطہ نہیں کر سکتے۔

اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا آپ نے اس سے نفی فرمائی ہے تو وہ ایسی خبر ہے جس کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے دی ہے۔ آپ اپنے رب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور مخلوق کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے۔ اور سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ فصاحت و بلاغت والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام علم و صدق اور وضاحت کے اعتبار سے کامل ترین ہے۔ پس اس کے قابل قبول ہونے میں کوئی عذر اور اس کے قبول کرنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیے۔



## فصل

ہم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے صفات کے متعلق اجمالی یا تفصیلی، اثبات یا نفی کے طور پر ذکر کیا ہے اس کو کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کیا ہے اور علمائے سلف و ائمہ ہدایت کا یہی مسلک رہا ہے۔

اور ہم کتاب و سنت کے نصوص کو اس سلسلہ میں اس کے ظاہری معنی پر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شایان شان مناسب حقیقی معنی پر محمول کرتے ہیں اور محرفین کے مسلک سے اعراض کرتے ہیں جس کو اللہ و رسول کے مقصد و مراد کے خلاف انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اسی طرح ہم معطلین کے اس نقطہ نظر کو نظر انداز کرتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول کے مقصد و مراد کے خلاف انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اور ہم اسی طرح غلو کرنے والوں کی رائے سے برأت ظاہر کرتے ہیں جو اس کی صفات کی کیفیت بیان کرتے ہیں یا ان کو کسی چیز سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

اور ہم کامل یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت میں وارد ہوا ہے وہی حق ہے۔ اس میں کوئی تعارض یا تناقض نہیں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا كَرْتًا - اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی

فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ اور کی طرف سے ہوتا تو یہ اس کے اندر  
(النساء: ۸۲) بڑا اختلاف پاتے۔

کیونکہ خبروں میں باہمی ٹکراؤ سے ایک دوسرے کی تکذیب ہو جاتی ہے اور یہ چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی خبروں میں محال و ناممکن ہے۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے درمیان اگر کوئی شخص تعارض یا ٹکراؤ کا قائل ہے تو اس کی بدعتی اور فساد قلب کی وجہ سے ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور اپنے اس گمراہ نظریہ سے رجوع کرنا چاہیے جس کو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں تعارض یا ٹکراؤ کا وہم و شبہ ہوتا ہے تو یہ اس کی کوتاہ فہمی و کم علمی اور عقل و تدبر میں کمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس کو علم میں محنت و تدبر اور تعمق کرنا چاہیے تاکہ حق اس پر واضح ہو جائے۔ ورنہ اس کو اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اپنے ان توہمات سے باز آ جانا چاہیے اور وہی بات کہنی چاہیے جس کو راہنہ خیر فی العلم کہتے آئے ہیں۔

اَمَّنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ہم تو اس پر ایمان لے آئے وہ سب ہی  
(ال عمران: ۷) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اور اس پر پورا یقین رکھنا چاہیے کہ کتاب و سنت میں کوئی تعارض یا ٹکراؤ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف پایا جاتا ہے۔

## فصل

اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں جنکی صفت یہ ہے:

عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ وَهِيَ اسے بندے ہیں جنہیں عزت دی گئی  
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهٖ يَعْمَلُونَ۔ ہے۔ اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے  
(الأنبیاء: ۲۶-۲۷) اور بس اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ اس کی عبادت و اطاعت میں پوری  
طرح مصروف ہیں۔

لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا وَهٖ نہ تو اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کی بندگی  
يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ سے سرتابی کرتے ہیں اور نہ ملول ہوتے  
وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ ہیں۔ بس شب و روز اس کی تسبیح  
(الأنبیاء: ۱۹-۲۰) کرتے رہتے ہیں، دم نہیں لیتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے اس لئے ہم انہیں  
دیکھ نہیں سکتے۔ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو ان کا مشاہدہ کرایا ہے۔  
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا  
ہے کہ اپنے چھ سوپروں سے پوری فضا میں چھائے ہوئے تھے۔

اسی طرح جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک عام انسان کی

شکل میں نمودار ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت بھی ہوئی۔  
 اسی طرح ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کی شکل  
 میں حاضر ہوئے جس کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی سیاہ تھے۔ ان  
 پر سفر کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ وہ اپنے گھٹنے نبی ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ٹیک کر  
 اور اپنی رانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ سے ہم کلام ہوئے۔ آپ بھی  
 جوابات دیتے رہے۔ بعد میں آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے۔  
 تم کو ہمارا دین سکھانے آئے تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کو کچھ مخصوص کاموں کیلئے مکلف کیا گیا ہے۔  
 انبیاء اور رسولوں اور دیگر برگزیدہ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے جو تعلق ہے  
 حضرت جبرئیلؑ اس میں واسطہ ہوئے ہیں اور آسمانی سفارت کو بندوں تک بلا کم و  
 کاست پہنچانے کا عظیم المرتبت فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

حضرت میکائیلؑ کے ذمہ بارش اور روزی پہنچانے کا کام ہے۔  
 حضرت اسرافیلؑ قیامت کے دن صور پھونکنے کے لئے مقرر ہیں۔  
 حضرت عزرائیلؑ موت کے فرشتے ہیں۔ یعنی روح قبض کرنے کا کام ان  
 کے سپرد ہے۔

ان میں پہاڑ کے نگراں فرشتے ہیں جس کا نظم ان کے سپرد ہے۔  
 اسی طرح فرشتہ دوزخ مالک ہیں جو جہنم کے دار و نمہ ہیں۔



اسی طرح کچھ فرشتے ماں کے پیٹ میں بچے کی حفاظت اور دیکھ ریکھ کے لئے مقرر ہیں۔ اور کچھ دوسرے فرشتے جو اپنی اپنی ڈیوٹی پر ہر رات و دن انسانوں کی اور ان کے اعمال کی حفاظت و نگرانی کے لئے مقرر ہیں بلکہ ہر شخص کے لئے دو فرشتے مقرر ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ  
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ -

دائیں اور بائیں بیٹھنے والے گرفت میں  
لاتے رہتے ہیں - وہ کوئی لفظ منہ سے  
نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اسکے پاس ہی

(ق: ۱۸، ۱۷) ایک تاک میں لگا رہنے والا تیار ہے۔

اور کچھ فرشتے (جن کو ہم منکر نکیر کہتے ہیں) جب انسان مر جاتا ہے اور اسے اس کی آخری آرامگاہ (یعنی قبر میں) پہنچا دیا جاتا ہے تو اس سے ذیل کے تین سوال کرتے ہیں:

(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تیرے نبی کون ہیں؟

تو ان سوالات کے جوابات وہی دے سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ۔



(ابراہیم ۲۷) ہے۔ اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور کچھ فرشتے اہل جنت کی خدمت کے لئے مقرر ہیں:

وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ  
مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ  
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ  
طَرَحَ صَبْرٍ سَلَامٌ لِّكُمْ  
عُقُوبَةُ الدَّارِ۔

تم اس کے مستحق ہوئے ہو۔ پس کیا ہی خوب

(الرعد: ۲۴، ۲۵) ہے آخرت کا گھر۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ہے۔ وہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری کبھی نہیں آتی۔



اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کچھ کتابیں نازل فرمائی ہیں تاکہ سارے جہان کے لئے حجت اور عمل کرنے والوں کے لئے دستور حیات ثابت ہوں اور اس سے نصیحت و حکمت کی تعلیم اور تزکیہ و اصلاح کا کام کرتے رہیں۔

اور ہمارا اس پر بھی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب بھی نازل فرمائی ہے۔ اسکی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔  
(الحديد: ۲۵) تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اور ہم ذیل کی کتابوں سے واقفیت رکھتے ہیں:

(۱) **تورہ** :- جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ بنی اسرائیل کی عظیم ترین کتاب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ۔

جس میں ہدایت اور روشنی تھی سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اس پر فیصلہ کا دار و مدار رکھتے تھے) کیونکہ انھیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور

(المائدة: ۴۴) وہ اس پر گواہ تھے۔

(۲) انجیل: جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے وہ توریت کی تصدیق و تکمیل کرنے والی ہے۔  
ارشاد ہے:

وَاتَيْنَهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں  
وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَهْمَانِي اور روشنی تھی اور وہ بھی توریت  
التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا  
اس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس  
لوگوں کیلئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی (المائدة: ۴۶)

وَلَا حِيلَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ اور تاکہ تمہارے لئے بعض ان چیزوں  
عَلَيْكُمْ۔ (ال عمران: ۵۰) کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں  
(۳) زبور: جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۴) حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر نازل شدہ صحیفہ۔  
(۵) قرآن کریم: جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر  
نازل فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے۔

وَالْفُرْقَانِ - اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو

(البقرہ: ۱۸۵) راہ راست دکھانے والی ہے۔

جس کی صفت اللہ تعالیٰ کے حسب ارشاد یہ ہے:

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی

وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ - (المائدہ: ۴۸) ہے اور ان کے مضامین پر نگہبان ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سابقہ ساری کتابوں کو منسوخ فرمادیا اور

تحریف و تبدیل کرنے والوں کے مکرو فریب اور چالوں سے حفاظت کا خود ذمہ لے

لیا ہے۔

ارشاد ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

لَحَافِظُونَ - (الحجر: ۹) اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور اس طور پر تاقیامت ساری امت کے لئے ایک دلیل اور حجت بن کر باقی

و محفوظ رہے گا۔

اس کے علاوہ دوسری آسمانی کتابیں ایک عارضی اور محدود مدت تک کے

لئے نازل ہوئی تھیں اور اس کے بعد آنے والی آسمانی کتابوں کے نزول سے منسوخ

ہو گئیں اور انھوں نے اس میں جو تحریف و تبدیل ہوئی تھی اس کی نشاندہی کی کیونکہ

وہ کتابیں معصوم و محفوظ نہیں کی گئی تھیں، جس کی وجہ سے تحریف اور زیادتی و کمی کی

شکار ہوئیں۔

ارشاد باری ہے:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّقُونَ  
الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ -

(النساء: ۴۶)

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ  
الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ  
يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا  
فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ  
أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا  
يَكْسِبُونَ -

(البقرة: ۷۹)

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ  
بِهِ مُوسَى نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ  
تَجْعَلُونَهُ قَرَارِطِيسَ تُبْدُونَهَا  
وَتُخْفُونَ كَثِيرًا - (الانعام: ۹۲)



مزید ارشاد ہے:

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوَنَ  
الْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ  
مِنْ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنْ  
الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ  
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ  
مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ  
الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَ  
ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي  
مِنْ دُونِ اللَّهِ -

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے  
ہوئے اس طرح زبان کا لٹ پھیر کرتے  
ہیں کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ  
کتاب ہی کی عبارت ہے حالانکہ وہ  
کتاب کی عبارت نہیں ہوتی۔ اور وہ کہتے  
ہیں کہ یہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ خدا کی  
طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے  
نہیں ہوتا۔ وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات  
اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ کسی  
انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو  
کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ  
لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم

(ال عمران: ۷۸-۷۹)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا  
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ  
تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ -

اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمہارے  
پاس آگیا ہے جو کتاب الہی کی بہت سی  
ان باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا

تا آیت ہے جن پر تم پر وہ ڈالا کرتے تھے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ -  
یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔

(المائدة: ۱۵-۱۷)



اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سارے انسانوں اور قوموں میں انبیاء اور رسول بھیجے ہیں۔  
ارشاد ہے:

مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا -  
یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے اور اللہ عزیزاً حکیماً۔

(النساء: ۱۶۵)

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے رسول ہیں اور حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا - ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی

إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ - ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں  
(النساء: ۱۶۳) کی طرف بھیجی تھی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ - (الاحزاب: ۴۰) رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اور جماعت انبیاء اور رسولوں میں سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم، پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت نوح اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

جن کا تذکرہ ذیل کی آیت میں ہے:  
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَأَخَذْنَا مِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ مِيثَاقًا غَلِيظًا (الاحزاب: ۷)  
اور (اے نبی!) یاد رکھئے اس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے۔ آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔ سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں۔

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی لائی ہوئی شریعت سابقہ سارے رسولوں کی شریعت کی خوبیوں کی جامع اور سب پر مشتمل ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

شَرَاعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ  
 مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَ الَّذِي مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا  
 أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا تھرا اور جسے (اے محمد!) اب آپ کی  
 بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى طرف ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور  
 أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور  
 عِيسَى كُودے چکے ہیں۔ اس تاکید کیساتھ  
 تَفَرَّقُوا فِيهِ۔

کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق

(الشوریٰ: ۱۳) نہ ہو جاؤ۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سارے انبیائے کرام اور رسول عظام بشر اور  
 مخلوق تھے۔ ان کے اندر الوہیت اور ربوبیت کی صفات وخصائص بالکل نہیں پائی جاتی  
 تھیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت نوح کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس  
 اللَّهُ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ اللہ کے خزانے ہیں، نہ یہ کہتا ہوں کہ میں  
 اِنِّیْ مُلْكٌ۔ غیب کا علم رکھتا ہوں، نہ میرا یہ دعویٰ ہے

(ہود: ۳۱) کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوتا ہے کہ یہ  
 اعلان کریں:

لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ ۖ هُمْ تَمَّ سَے یہ نہیں کہتے کہ ہمارے پاس  
وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ ۚ وَلَا أَقُولُ ۚ اللہ کے خزانے ہیں ، نہ ہم غیب کا علم  
لَكُمْ إِنِّي مُلْكٌ - رکھتے ہیں ، اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہم  
فرشتہ ہیں۔ (الانعام: ۵۰)

مزید یہ بھی کہیں:  
لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان  
إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ - کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ ہی جو کچھ چاہتا  
ہے وہ ہوتا ہے۔ (الاعراف: ۱۸۸)

پھر اس کا بھی حکم ہوا:  
قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا ۚ آپ کہہ دیجئے! میں تم لوگوں کے لئے  
وَلَا رَشَدًا ۚ قُلْ إِنِّي لَنْ يَحْجِرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۚ کسی بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے! مجھے اللہ  
وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۚ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ  
میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے  
پناہ پا سکتا ہوں۔ (الجن: ۲۱-۲۲)

اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ حضرات (انبیاء و رسول) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں  
سے ایسے منتخب بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے مشرف فرمایا ہے



اور ان کے وصف عبودیت و بندگی کو ان کا اعلیٰ مقام قرار دیا۔ اور انکی تعریف کے ضمن میں اس کو ذکر فرمایا۔ چنانچہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح کے سلسلہ میں ارشاد باری ہے:

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ      تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح  
 اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا۔      کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا۔ اور نوح  
 (الاسراء: ۳۰)      ایک شکر گزار بندے تھے۔

اور سب سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ      نہایت متبرک ہے وہ ذات جس نے  
 عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ      اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ  
 نَذِيْرًا۔      سارے جہان والوں کے لئے  
 (الفرقان: ۱)      خبردار کرنے والا ہو۔

اور دوسرے رسولوں کے بارے میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ      اور ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور  
 وَيَعْقُوْبَ اُولٰٓئِیْ      یعقوب کا ذکر کرو۔ بڑی قوت عمل رکھنے  
 وَاَلْبَصٰرِ (ص: ۳۵)      والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔

وَ اذْكُرْ عِبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِیْ      اور ان کے سامنے ہمارے بندے داؤد

إِنَّهُ أَوَّابٌ۔ کا قصہ بیان کیجئے۔ جو بڑی قوتوں کے مالک تھے۔ (ص: ۱۷)

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ۔ اور داؤد کو ہم نے سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا، بہترین بندہ، کثرت سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا۔ (ص: ۳۰)

اور حضرت عیسیٰ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّهُ هُوَ الْإِلَٰهَ عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَٰئِيلَ۔ (ابن مریم) اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنادیا۔ (الزخرف: ۵۹)

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کے سلسلہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت پر ختم فرمادیا ہے اور آپ کو تمام لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی دلیل خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۚ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ مَا كُنَّا لَمُبْعٰثٍ ۚ

يُحْيِي وَ يُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللّٰهِ وَهِيَ زَنْدِغِي بَخْشَا هِي اَوْر وَهِي مَوْت  
وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الَّذِي دِيْتَا هِي - پس ايمان لاؤ اللہ پر اور اس  
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوْهُ كے بھيجے ہوئے نبی اُمی پر جو اللہ اور  
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور اس کی

پیروی اختیار کرو امید ہے کہ تم راہ راست

(الأعراف: ۱۵۸) پالو گے۔

اور ہم یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت وہی  
اسلامی دین و شریعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے منتخب اور پسند  
فرمایا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دین و شریعت اس کے نزدیک قابل قبول نہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اللّٰهُ كے نزدیک دین صرف  
(ال عمران: ۱۹) اسلام ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ اَجْہَمْ نَے آپ کے دین کو آپ کیلئے  
وَاَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِيْ كَمَل کر دیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر  
وَرَضِیْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنَا - تمام کر دی ہے اور آپ کیلئے اسلام کو  
(المائدہ: ۳) آپ کے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے

مزید ارشاد ہے:

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا ۖ جَوْشَنُ اسْلَامِ كے سوا کوئی اور طریقہ اختیار  
 فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ کرنا چاہے اسکا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا  
 مِنَ الْخَسِرِينَ۔ جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد  
 (ال عمران: ۸۵) رہے گا۔

اور جو شخص آج یہ خیال رکھے کہ دین اسلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں  
 یہودیت یا عیسائیت یا اس کے علاوہ کوئی اور دین معتبر یا مقبول ہے تو اس کو ہم کافر  
 سمجھتے ہیں۔ اس سے توبہ کرائی جائے ورنہ مرتد اور منکر قرآن سمجھ کر اس کو قتل  
 کر دیا جائے۔

اور جو شخص محمد ﷺ کی ساری کائنات و انسانیت کے لئے بعثت کا انکار  
 کرے تو ہم اس کو سارے انبیاء اور رسل کا منکر بلکہ اس رسول کا بھی منکر سمجھتے ہیں  
 جس کی رسالت کا وہ اپنے کو قائل و متبع کہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
 كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ۔ اور قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا  
 (الشعراء: ۱۰۵)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو سارے انبیاء و مرسلین کا منکر اور تکذیب  
 کرنے والا ٹھہرایا ہے۔ جبکہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا۔  
 اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ ۖ جَوْشَنُ اسْلَامِ اور اس کے رسولوں سے

وَرُسُلِهِ وَ يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُوا نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا (النساء: ۱۵۰-۱۵۱)

کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے۔ اور کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سب بکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لئے حقا و اعتدنا للکفرین عذابا ہم نے وہ سزا تیار کر رکھی ہے جو انہیں مہینا۔ (النساء: ۱۵۰-۱۵۱) ذلیل و خوار کر دینے والی ہوگی۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (آپ خاتم الانبیاء، سید المرسلین، امام الاتقیاء ہیں۔) جس نے آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ بلاشبہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور امت اسلامیہ کے اجماع کا منکر ہے۔

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ خلفاء راشدین ہیں جو کہ آپ کی امت میں علم و دعوت اور خلافت میں آپ کے صحیح جانشین ہوئے۔ ان میں سے سب افضل اور خلافت کے اولین مستحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب۔ پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔



اور اس طرح سے خلافت میں وہی ترتیب مراتب رہی جو کہ فضل و کمال میں مراتب درجات تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کیسے یہ بات زیب دے سکتی ہے (جب کہ اس کا سب کام غیر معمولی حکمتوں پر مبنی و مشتمل ہے) کہ وہ خیر القرون میں کسی شخص کو خلافت سے نوازدیں باوجودیکہ اس سے اعلیٰ و ارفع اور خلافت کے زیادہ مستحق اشخاص موجود ہوں۔

اور ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ بسا اوقات مفعول بعض جزوی فضیلت و خصوصیت کی وجہ سے اپنے سے افضل شخص سے ممتاز اور فائق ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے عمومی افضلیت کا مستحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ فضل و کمال کے اسباب بکثرت اور متنوع ہیں۔

اور ہم اس کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ امت (امت محمدیہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین اور سب سے زیادہ عزت و منزلت والی امت ہے۔ اس کی دلیل خود ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ - اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (ال عمران: ۱۱۰)

اور ہم اس کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس امت کے بہترین لوگ صحابہ کرام

ہیں۔ پھر تابعین عظام۔ ان کے بعد تبع تابعین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاد اس کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ:

لا تزال طائفة من هذه الامة ميري امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم  
على الحق ظاهرين لا رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی  
يضرهم من خذلهم أو لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان  
خالفهم حتى ياتي أمر الله نہیں پہنچا سکیں گے۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا  
عز وجل۔ (البخاری: ۲۵۲) حکم آن پہنچے۔

مشاجرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلہ میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ سب اپنے اپنے اجتہادی خیالات کی وجہ سے رونما ہوئے۔ اس میں جو حق پر تھا اس کو دوہرا اجر ملے گا اور جو غلطی پر تھا وہ ایک اجر کا مستحق ہو گا اور انکی غلطی معاف ہو جائے گی۔

اور ہم انتہائی ضروری سمجھتے ہیں کہ انکی برائی اور ان پر تنقید کرنے سے باز آئیں۔ اور ان کا ذکر خیر اچھے الفاظ و صفات کے ساتھ انتہائی محبت و عقیدت سے بھرے انداز میں کریں اور اپنے دلوں کو ان میں سے کسی کی برائی سے پاک و صاف رکھیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ تَم میں سے جو لوگ فتح (مکہ) سے قبل ہی خرچ

قَبْلَ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعِظُمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا جُودًا لِّرُءُوسِهِمْ (وہ ان کے برابر نہیں  
مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی -  
نے بعد کو خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے

(الحمد: ۱۰) بھلائی کا وعدہ تو سبھی سے کر رکھا ہے۔

نیز ان کے متعلق مزید ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخَوَانَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ -  
اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے (اور وہ) یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے  
پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے  
بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے  
ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں  
کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے۔ اے  
ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق ہے،

(الحشر: ۱۰) مہربان ہے۔



اور ہم یوم آخرت یعنی قیامت پر پورا یقین رکھتے ہیں جس کے بعد کوئی دن

۱۲:۱۱

وہاں سے آکر آج کل کے زمانے میں

در پیوسته آیه می آید، که در آنجا میفرماید: «وَمَنْ يَخْلُقْكُمْ فَيَرْزُقْكُمْ يَكُنْ لَكُمْ حَكِيمًا»

در تہذیب و تمدن اسلامی (۱۰۰: ۱۰۱)

لہذا - یہ سب سے زیادہ اہم ہے - کہ

۱۲۴۵ء، ۱۲۶۷ھ کی آیتیں، قیامت کے دن

کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بھی جو کچھ ضروری ہے

کے لئے یہ ہے کہ ہم اس کے لئے

[illegible]

۷۸: ص ۱۴۱)

نس ك نس به، یو د غږه مشوره

[illegible]

میں فحش کے جو آہاؤں اور زبانیاتیں

یہ ہے کہ سنان یوسف بنی ہاشم اور محمد بن ہاشم اور

کے لئے بہتر ہے جو مشورہ دے، اور اس کے لئے اس

مرکز، که ایچ پی ۱۳۱۰ - ۱۳۲۰ می باشد اثر یک دهه بود، و هنوز به

کے ساتھ اچانک؟ ختم لکھنے کیلئے، کرم و مہربانی

فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ تُو جس کسی کا نامہ عمل اس کے داہنے ہاتھ  
 فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا میں ملے گا سو اس سے آسان حساب لیا  
 وَيُقْلَبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا جائے گا اور وہ اپنے والوں کے پاس خوش  
 وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ خوش لوٹ کر آئیگا اور جس کسی کا نامہ عمل  
 ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا اسکی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا، سو وہ موت  
 وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا۔ (الإشراق، ۷، ۱۲) کو پکارے گا اور جہنم میں پڑے گا۔

مزید ارشاد ہے:

وَكُلُّ إِنْسَانٍ لِّلْزَمْنَةِ طَعْنِهِ اور ہر انسان کا عمل ہم نے اس کے گلے  
 فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ کا ہار کر رکھا ہے۔ اور اس کے واسطے  
 كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا اقْرَأْ كِتَابَكَ قیامت کے دن ہم (اس کا) نامہ اعمال  
 كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا  
 حَسِينًا۔ (الاسراء: ۱۳-۱۴) ہو ادیکھ لے گا۔

اور ہم میزان پر ایمان رکھتے ہیں جو قیامت میں رکھا جائے گا اور کسی پر ذرہ  
 برابر ظلم و زیادتی نہ ہوگی۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ سو جو کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے  
 وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرہ بھر  
 (الزلزال: ۷-۸) بھی بدی کی ہوگی اسے بھی دیکھ لے گا۔



فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ تَلْفَحُ وُجُوهُهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ - (المونون: ۱۰۲-۱۰۴)

البتہ جس کسی کا (نیکی کا) پلہ بھاری ہو گا تو ایسے ہی لوگ تو کامیاب ہوں گے اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہو گا سو یہ لوگ وہ ہونگے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلکتی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ - (الانعام: ۱۶۰)

جو نیکی لے کر آئے گا اس کو اس کے مثل دس (نیکیاں) ملیں گی۔ اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا اس کو بس اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت سے شفاعت کریں گے تاکہ خدا اپنے بندوں کے حساب و کتاب کا فیصلہ صادر فرمائے۔ جب کہ لوگوں کا اضطراب اور پریشانیاں ناقابل برداشت ہو جائیں گی۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم، پھر حضرت نوح، پھر حضرت ابراہیم، پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور پھر آخر میں

حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

اور اسی طرح ہم دیگر انبیاء کرام، ملائکہ اور صالح مومنین کی شفاعت کے قائل ہیں، ان مسلمانوں کے لئے جو دوزخ میں داخل ہوں گے، تاکہ اس سے نکالے جائیں۔

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مومنین کی ایک بڑی تعداد کو بغیر کسی سفارش کے دوزخ سے نکالے گا۔

اور ہم رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر پر پورا یقین رکھتے ہیں جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ اس کی لمبائی، چوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہوگی۔ اس کے پیالے حسن و جمال میں آسمان کے تاروں کی طرح ہوں گے۔ اور امت محمدیہ کے مومنین وہاں کثرت سے آنے والے ہوں گے۔ جو بھی اس کا پانی پی لے گا کبھی دوبارہ پیاسا نہیں ہوگا۔

اور ہم پل صراط کا پورا یقین رکھتے ہیں جو کہ جہنم پر بنایا جائے گا جس پر لوگ اس رفتار سے گزریں گے جیسا کہ دنیا میں ان کا عمل رہا ہوگا۔ تو کوئی بجلی کی طرح پلک جھپکتے میں نہایت تیزی سے گزر جائے گا۔ پھر کچھ لوگ ہوا کی طرح تیز رفتاری سے گزریں گے۔ پھر پرندوں کی طرح گزریں گے۔ پھر سواری کی طرح تیز دوڑ کر نکل جائیں گے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ اس کے پہلو میں تشریف فرما ہوں گے اور یہ دعا کرتے ہوں گے ”اے اللہ! سلامت رکھ، سلامت رکھ،“ اور جب بندوں کے

اعمال کمزور پڑ جائیں گے (اور گزرناد شوار ہو جائے گا) تو آخر میں ایسے آدمی آئیں گے جو سرین کے بل سرکتے ہوں گے۔ پل صراط کے دونوں کناروں پر کچھ آنکڑے اور کانٹے لٹکے ہوئے ہوں گے اور حکم الہی کے تابع ہوں گے۔ جس کو پکڑنے کا حکم ہو گا اس کو پکڑ لیں گے۔ جس شخص کے صرف خراش لگ جائے گی وہ ناجی ہو گا۔ اور بعض لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔

اور ہم یوم آخرت کے سلسلہ میں جو کچھ بھی قرآن و سنت میں وارد ہوا ہے اس کو تہ دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی ہولناکی سے نجات دے اور ہماری مدد فرمائے۔

اور ہم اہل جنت کے جنت میں داخلہ کی سفارش کو نبی کریم ﷺ کے لئے برحق اور مخصوص مانتے ہیں۔

اور ہم جنت اور دوزخ پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔ جنت نعمتوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنین اور متقیین کے لئے تیار کر رکھا ہے جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں، جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ تو کسی کان نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَٰ سَوْكُوسِي كُوْلَم نِهِيَسُ جُو (سَامَان) آنكهُوَس  
لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءُ كِي تُهْنَدِك كَا اِن كِي لَئِي (خَزَانِه غِيْب

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - (میں) مخفی ہے - یہ صلہ ہے ان کے  
(السجدہ: ۱۷) (نیک) اعمال کا۔

اور دوزخ عذابوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور ظالموں کے  
لئے بنایا ہے جس میں طرح طرح کا عذاب اور سزائیں ہیں جن کا انسان تصور بھی  
نہیں کر سکتا۔ ارشاد ہے:

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا  
أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ  
يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ  
يَشْوِي الْوُجُوهُ بِئْسَ الشَّرَابُ  
وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا -  
ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے  
اس کی قاتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر  
وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد سی ایسے  
پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ  
کی طرح ہوگا، چہروں کو بھون ڈالے گا کیسا  
برا ہوگا وہ پانی اور کیسی بری ہوگی وہ جگہ  
(الکہف: ۲۹)

اور جنت و جہنم اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیش رہیں گی۔

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ  
صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي  
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ  
فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ  
لَهُ رِزْقًا -  
اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک  
عمل کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں  
داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی  
ہوں۔ ان میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے  
بیشک اللہ نے ایسے شخص کو بہت ہی



(الطلاق: ۱۱)

اچھی روزی دی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا يَوْمَ تَقْلَبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ۔

بیشک اللہ نے کافروں کو رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لئے دوزخ تیار کر دی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ وہ یوں کہیں گے، کہ

کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی

(الاحزاب: ۶۴، ۶۶) اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

اور ہم ہر اس شخص کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کو قرآن و سنت نے نام بنام جنتی بتایا ہے یا صفات کے ساتھ نشاندہی کی ہے۔

چنانچہ نام کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ان کے علاوہ جن کا رسول اللہ ﷺ نے نام لیا ہے اور انھیں جنت کی خوشخبری دی ہے، ہم ان سب کے جنتی ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ اور صفات کے ساتھ ہر مومن اور متقی کے لئے گواہی دیتے ہیں۔

اور ہم ہر اس شخص کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کو قرآن و سنت نے نام سے یا او صاف سے دوزخی قرار دیا ہے۔



نام کے تعین کے ساتھ ابو لہب اور عمرو بن لُحی الخ. اعی وغیرہ کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

اور اوصاف کی بناء پر ہر کافر اور شرک اکبر کے مرتکب اور منافق کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

اور ہم قبر میں (مگر نکیر کے) سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ، دین اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق کئے جائیں گے۔

ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ  
الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي  
الْآخِرَةِ۔ (ابراہیم: ۲۷) (بھی) اور آخرت میں (بھی)۔

جس کے جواب میں مسلمان کہے گا ”ہمارا رب اللہ ہے، اور ہمارا دین اسلام ہے۔ اور ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں۔“

اور کفار اور منافقین اس کے جواب میں کہیں گے ”ہم کچھ نہیں جانتے، لوگوں کو ہم نے سنا تھا کہ کچھ کہا کرتے تھے تو ہم نے بھی کہہ دیا۔“

اور ہم مومنین کے لئے قبر میں راحت و نعمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ  
طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ  
کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے

عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔  
 ہیں (فرشتے) کہتے جاتے ہیں، تم پر سلام  
 ہو، تم اپنے اعمال کے سبب جنت میں  
 داخل ہو جاؤ۔ (النحل: ۳۲)

اسی طرح ہم کافروں اور ظالموں کے لئے عذاب قبر کے قائل ہیں اور اس پر  
 یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي  
 غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ  
 بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا  
 أَنْفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُحْزَنُونَ  
 عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ  
 عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ  
 عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ۔

کاش آپ اس وقت دیکھیں جب  
 (یہ) ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے  
 اور فرشتے اپنے ہاتھ (ان کی طرف)  
 بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں (جلد) نکالو  
 آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا، اس  
 سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور اللہ  
 کے ذمہ ناحق باتیں جوڑا کرتے تھے اور  
 تم اللہ کی نشانیوں کے مقابلہ میں تکبر  
 کیا کرتے تھے۔

(الانعام: ۹۳)

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں  
 چنانچہ ان غیبی باتوں کے متعلق ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ کتاب و

سنت سے ثابت ہے اس پر ایمان و یقین رکھے اور دنیا میں جو کچھ مشاہدہ کر رہا ہے اس سے ٹکراؤ کی شکل نہ پیدا کرے۔ کیونکہ دنیاوی امور کو آخرت و غیبی چیزوں پر غیر معمولی فرق ہونے کی وجہ سے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

## فصل

اور ہم اچھی و بری تقدیر پر پورا ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کا (اس کے وجود سے قبل) اپنے سابقہ علم و حکمت کے مطابق اندازہ مقرر فرمایا ہے۔

تقدیر الہی کے چار مرتبے اور درجات ہیں :

پہلا مرتبہ : ”علم“ ہے چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے باخبر ہے۔ اور جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے، ان سب چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ازل وابد سے حاصل ہے۔ اس کے علم میں جہل کا کوئی شائبہ نہیں، کہ تجدید کی ضرورت پیش آئے۔ اور نہ تو اس کے علم میں سہو و نسیان کا کوئی خطرہ درپیش ہے، کہ دوبارہ حصول علم کی حاجت ہو۔

دوسرا مرتبہ : ”کتابت“ (یعنی نوشتہ تقدیر) ہے۔ چنانچہ ہمارا ایمان کامل ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کو لکھ دیا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِی كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ كِبٰرٌ ۙ یَسِیْرٌ۔ (الحج: ۷۰) کیا تم نہیں جانتے مکہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ سب کتب اِنَّ ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لئے یہ کچھ مشکل بھی نہیں۔

تیسرا مرتبہ: ”مشیت الہی“ ہے۔ چنانچہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب مشیت الہی کا نتیجہ ہے۔ پس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا۔ اور جو اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔

چوتھا مرتبہ: ”تخلیق“ ہے۔ چنانچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:-  
اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ اللّٰهُ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہی ہر عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَكَيْلٌ۔ لَہٗ چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں مَقَالِدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ (الزمر: ۶۲-۶۳)

یہ چاروں مذکورہ مراتب اور درجوں میں سب چیزیں شامل و داخل ہیں خواہ بذات خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں، یا بندوں کی طرف سے صادر ہوں۔ چنانچہ بندوں سے جو بھی اقوال و افعال صادر ہوتے یا ترک کئے جاتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے یہاں معلوم اور مکتوب ہیں۔ اور اللہ کی مشیت اور تخلیق کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ لَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ وَمَا تم میں سے جو کوئی چاہے سیدھا چلے

تَشَاءُ وَنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ۔ (التکویر: ۲۸-۲۹) اور تم جب ہی چاہو کہ اللہ چاہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرَهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے۔ لہذا انھیں چھوڑ دو کہ اپنی افترا پردازیوں میں لگے رہیں۔

(الانعام: ۱۳۸) وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَفْتَلَوْا وَلَكِنْ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ۔ (البقرہ: ۲۵۳) ہاں اگر اللہ چاہتا تو وہ ہر گز نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصّٰفّٰت: ۹۶) اللہ ہی نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنہیں تم بناتے ہو۔

لیکن اس کے باوجود ہم پورا یقین و ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار دے رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کوئی کام کر تا یا اس سے باز رہتا ہے۔ اس کی دلیل کہ بندے کے کام اپنی قدرت و اختیار سے ہوتے ہیں، چند امور ہیں۔ پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

فَاتُوا حَرَّتْكُمْ أَنِّي شِئْتُمْ (البقرہ: ۲۲۳) تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ۔

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً۔ (التوبہ: ۳۶) اگر واقعی ان کا ارادہ نکلنے کا ہوتا تو وہ اس کے لئے کچھ تیاری کرتے



مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکمل ارادہ و مشیت کا مالک ٹھہرایا ہے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اول امر و نواہی سے خطاب کر کے احکام کا مکلف فرمایا ہے اگر بالفرض وہ اختیار و قدرت کے مالک نہ ہوتے تو ایسی چیزوں کا مکلف کرنا ہوتا جو انسان کی طاقت و قدرت میں نہیں ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت اور اسکی اس سچی خبر کے منافی ہے جو اس آیت میں ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اللہ کسی تنفس پر اس کی قدرت و طاقت (البقرہ: ۲۸۶) سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔

تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور برے اعمال کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو جس کا وہ مستحق ہے اس کو بطور جزا یا سزا عطا کرتا ہے۔

اگر بندوں کے اعمال و افعال ان کے دائرہ قدرت و اختیار میں نہ ہوتے تو اچھے عمل کرنے والوں کی تعریف ایک بیکار اور لغو چیز ہوتی۔ اور برے عمل کرنے والوں کی برائی ظلم و زیادتی ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ لغویات اور ظلم و زیادتی سے پاک و بے عیب ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اور ہر قوم میں انبیائے کرام کی بعثت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور  
لَسَلَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى ذُرَانِهِ بَنَّا كِرْهًا لِّمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ تاکہ ان  
اللہ حُجَّةً بَعْدَ الرُّسُلِ کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس  
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔

اور اللہ بہر حال غالب رہنے والا اور

حکیم و دانہ ہے۔

(النساء: ۱۶۵)

اگر بندوں کے اعمال اپنے ارادہ اختیار سے نہ ہوتے تو رسولوں کو بھیج کر ان  
کی حجت باطل نہ ٹھہرائی جاتی۔

پانچویں دلیل: ہر شخص بخوبی محسوس کرتا ہے کہ وہ بغیر کسی دباؤ و مجبوری کے  
احساس کے کام کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، آمدورفت  
کرتا ہے، سفر کرتا ہے، اقامت اختیار کرتا ہے۔ یہ سب اعمال محض اپنی مرضی سے  
کرتا ہے اور کسی طرح کا دباؤ یا اکراہ محسوس نہیں کرتا۔

بلکہ یہ شخص کسی کام کے کرتے وقت حقیقی طور پر یہ فرق کر لیتا ہے کہ وہ کام  
اپنی مرضی و اختیار سے کر رہا ہے یا کسی کے دباؤ و اکراہ کے نتیجے میں کر رہا ہے۔

بعینہ اسی طرح سے شریعت نے ان دو طرح کے اعمال (اختیار یا اکراہ) کے  
درمیان بڑی حکمت و مصلحت کے تحت فرق کیا ہے۔ چنانچہ حقوق اللہ سے متعلق جو  
اعمال اکراہ یا دباؤ میں کئے جائیں تو اس پر مواخذہ و گرفت نہیں ہوتی۔

اور کسی گنہگار کی اپنے گناہ کرنے پر یہ دلیل دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں یہی لکھ دیا تھا، تو ہم اس کو بالکل غیر معتبر سمجھتے ہیں کیونکہ گنہگار کسی معصیت کا اقدام اپنے اختیار و ارادے سے کرتا ہے اور اسے اس کا علم بالکل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہی لکھ دیا ہے۔ کیونکہ نوشتہ تقدیر کا علم اعمال کے صدور کے بعد ہی ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ ۖ  
غَدًا - (لقمان: ۳۴) کسی تنفس کو یہ پتہ نہیں کہ کل کیا کمائے گا۔

تو ایسی چیز سے دلیل دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جس کا علم خود دلیل دینے والے کو اس کے اقدام کے وقت نہیں ہوتا جس کو وہ بطور عذر کے اس کام کے اقدام پر جواز کے لئے پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کو ذیل کے ارشاد سے باطل فرمایا ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا  
لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا  
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا  
مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَبَ  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى  
یہ مشرک لوگ ضرور کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا۔ اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی حق کو جھٹلایا

ذَاقُوا بِأَسَنَّا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ كَانُوا نَحْنُ نَكُفِّرُ عَنْهُمْ سُدًّا وَإِنَّ عَذَابَ النَّارِ لَظَنُّوا أَنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا سَاقِطِينَ ۚ

گمان پر چل رہے ہو اور نری قیاس

(الانعام: ۱۴۹) آرائیاں کرتے ہو۔

قضا و قدر کو حجت بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والے سے ہم کہیں گے تم کیوں نہیں تقدیر پر اعتماد کر کے عبادت و طاعت کا راستہ اختیار کرتے، یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں یہی لکھ دیا ہے۔ کیونکہ تقدیر کا علم معصیت یا طاعت دونوں میں اعمال کے صدور سے پہلے نہیں ہوا کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے ہر شخص کی جگہ جنت یا دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا حضور! پھر اپنے لکھے ہوئے پر کیوں نہ بھروسہ کر لیں اور عمل کرنا ترک کر دیں۔ فرمایا عمل کئے جاؤ! کیونکہ جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے اس کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔“

اسی طرح سے ہم قضا و قدر کو دلیل بنا کر گناہ کرنے والے سے کہیں گے اگر تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو اور تمہاری نظر میں دور استے ہیں جس کی اطلاع

کسی سچے وحق گو شخص نے دی ہے۔ ایک راستہ تو دشوار گزار اور خطرناک ہے اور دوسرا راستہ آسان اور پر امن و محفوظ ہے، تو ظاہر ہے کہ تم دوسرے راستہ کو اختیار کرو گے اور پہلے راستہ کو بالکل ترک کر دو گے اور اس کے جواز میں تم یہ کہو گے کہ ”یہی مقدر تھا۔“ اگر پہلا راستہ اپنایا تو لوگ تم کو انتہائی احمق اور بے وقوف سمجھیں گے۔

اور اسی طرح ہم ایسے شخص سے یہ بھی سوال کریں گے کہ اگر تم کو دو ملازمتیں پیش کی جائیں ایک تو بڑی تنخواہ والی ہو اور دوسری کم۔ تو ظاہر بات ہے کہ تم بڑی تنخواہ والی کو حاصل کرنا زیادہ پسند کرو گے، نہ کہ کم مشاہرہ والی کو۔ تو آخرت کے اعمال کے سلسلہ میں کیسے یہ بات زیب دیتی ہے کہ قضا و قدر کا سہارا لے کر کم قیمت والی چیزوں کو اختیار کر لیا جائے۔

اور آخر میں ہم اس سے ایک اور سوال کرتے ہیں کہ جب تم کو کوئی بیماری ہوتی ہے تو علاج و معالجہ کے لئے ہر طرح کے ڈاکٹر کے یہاں جاتے ہو اور آپریشن اور تلخ دوائیں استعمال کرنے کی مصیبتیں جھیلنے ہو۔ تو اس طرح کی کاوش و کوشش اپنے بیمار دل کے علاج و معالجہ کے لئے کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شر کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ ان کی ذات پاک غیر معمولی رحمت و حکمت سے متصف ہے۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے (یا اللہ!) آپ کی طرف شر کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ ۱



چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفس قضا و قدر میں کسی طرح کے شر کا پہلو قطعاً نہیں۔ اس لئے کہ وہ خالص حکمت و رحمت پر مبنی ہے۔

بلکہ شر کا پہلو اس چیز میں ہوتا ہے جس کی بابت قضا صادر ہوئی ہے جس کی دلیل دعائے قنوت کا وہ جملہ ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؑ کو سکھایا تھا۔ وہ یہ ہے: وَفَنِي شَرًّا مَا قَضَيْتَ (یعنی اے اللہ! ہم کو اس بری چیز سے محفوظ رکھے جس کا آپ نے فیصلہ فرمادیا ہے) کیونکہ بعض فیصلوں میں شر کا پہلو خالص و حقیقی شر نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ وہ بعض اعتبار سے شر ہوتا ہے اور بعض اعتبار سے خیر۔ یا ایک جگہ شر ہوتا ہے تو دوسری جگہ خیر۔

چنانچہ روئے زمین کی مصیبتیں قحط سالی ہو یا بیماریاں، غریبی ہو یا خوف و خطر، شر میں شمار کی جاتی ہیں۔ لیکن یہی چیزیں بعض دوسرے مواقع پر خیر و برکت تصور کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (الروم: ۴۱) چکھائے تاکہ وہ لوگ باز آئیں۔

اسی طرح چور کا ہاتھ کاٹنا اور زنا کار کو سنگسار کرنا بظاہر ہاتھ کے کٹ جانے اور جان کے چلے جانے میں ایک طرح شر کا پہلو نظر آتا ہے۔ لیکن یہی چیز ان دونوں

کے لئے دوسرے پہلو سے خیر اور بھلائی کا سبب ہے۔ کیونکہ یہ ان کیلئے کفارہ ہے اور اس طرح آخرت کی سزا سے محفوظ ہو جائیں گے۔ (بشر طیکہ دل سے توبہ کی ہو) نیز اس سزا اور قصاص میں دوسرے انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔ اور یہ خیر کا بہت بڑا پہلو ہے۔



یہ جلیل القدر عقائد جو کہ عظیم اصولوں پر مبنی ہیں اپنے معتقدین کے لئے بڑے منافع بخش اور فائدہ مند ہیں

ایمان باللہ کے ثمرات: چنانچہ اللہ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت پیدا کرتا ہے جو اس کے احکام و اوامر کو بجا لانے اور اسکی نواہی سے باز رہنے کا سبب و موجب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے نواہی سے اجتناب اور پیزاری سے دنیا و آخرت میں انفرادی و اجتماعی طور پر سعادت و راحت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ نَّيِّكٌ عَمَلٌ جَوْ كُوْنِيْ بھي كَرِيْكَامْرَدُ بُوِيَا عَوْرَتِ  
اَوَانْتِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ  
بَشَر طِيْكَهٖ صَاحِبِ اِيْمَانِ بُو، تَوَهْمِ اَسْءِ ضَرُوْر  
حَيٰوَةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ  
اِيْكَ پَاقِيْزَهٗ زَنْدَگِيْ عَطَا كَرِيْں گے۔ اور ہَمْ

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - انھیں ان کے اچھے کاموں کے عوض  
(النحل: ۹۷) میں ضرور اجر دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات : اور ایمان بالملائکہ کے ثمرات ذیل کی متعدد چیزیں ہیں۔

اول: ان کے خالق کی عظمت اور اس کی قوت و اقتدار کا علم حاصل ہوتا ہے۔  
دوم: بندوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے شکر و امتنان کا احساس کہ اس نے انکی دیکھ بھال اور حفاظت نیز نامہ اعمال لکھنے اور دوسری مصالح کے لئے اس پر گزیدہ مخلوق کو پیدا و مقرر فرمایا ہے۔

سوم: بندوں کی ملائکہ سے محبت، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی طرف سے عائد ذمہ داریوں کو بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں اور مومنین کے لئے دعا و استغفار کر رہے ہیں۔

اور ایمان بالکتاب کے ثمرات مندرجہ ذیل ہیں:  
اول: بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم، کیونکہ اس نے انکی ہدایت کے لئے کتابیں نازل فرمائیں۔

دوم: اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کا ظہور، کیونکہ اس نے ہر امت میں ایسی کتاب و شریعت نازل فرمائی جو اس کے مناسب تھی اور ان آسمانی کتابوں کی آخری کڑی قرآن عظیم کو نازل فرمایا جو کہ قیامت تک ہر زمانہ و ہر خطہ زمین کے لئے مناسب

ہے۔

سوم: اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جناب میں شکر و امتنان کا جذبہ و داعیہ،

ایمان بالرسول کے ثمرات و نتائج:

اول: مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم و یقین، کیونکہ انبیائے کرام کی بعثت کی غرض و عنایت امت کی ہدایت و سعادت ہے۔

دوم: اس نعمت کبریٰ پر شکر و امتنان کا احساس۔

سوم: دلوں میں انبیائے کرام کی محبت و عظمت، اور انکی تعریف و مدح میں رطب اللسان رہنا جو کہ انکی جلالت قدر کے مناسب ہو۔ کیونکہ یہ پاک طینت حضرات اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور اس کے مخصوص بندے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خود بنفس نفیس عبادت کی اور اس کی رسالت کی تبلیغ کی اور اس کے بندوں کو نصیحت کی اور اس سلسلہ میں جو بھی تکلیف و پریشانیاں ہوئیں ان پر صبر و استقامت اختیار کیا۔

یوم آخرت پر ایمان کے نتائج و ثمرات یہ ہیں:-

اول: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ اور اس دن کے اجر و ثواب کی طلب و رغبت۔ اور اس کے عذاب و عقاب سے خوف کے پیش نظر گناہوں سے دوری و بیزاری۔

دوم: مومن کے دل میں دنیا کے مال و متاع سے احساس محرومی کو آخرت کی نعمتوں و اجر و ثواب کے یقین و امید سے تسلی و تشفی پانا ہے۔

ایمان بالقدر کے اثرات و ثمرات مندرجہ ذیل ہیں۔

اول: کسی سبب اور وسیلہ کے اختیار کرتے وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد و یقین، کیونکہ سبب اور مسبب دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتے ہیں۔

دوم: راحتِ روح اور اطمینانِ قلب کا احساس و شعور۔ اس لئے کہ جب بندے کو اس کا علم و یقین ہو کہ یہ مصیبتیں منجانب اللہ اسکی قضا و قدر سے ہیں، تو اس کے دل کو ایک طرح کا سکون و اطمینان ہو گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر پر راضی و مطمئن ہو گا۔ کہ اس شخص سے زیادہ اچھی زندگی والا، اور اطمینانِ قلب والا اور پوری طرح سے مطمئن و مسرور کون ہو سکتا ہے جو راضی برضائے الہی اور قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہو۔

سوم: حصول مقصد کے بعد خود پسندی کا ازالہ۔ کیونکہ حصول مقصد و مراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و کامیابی کے اسباب فراہم ہونے کے نتیجہ میں نعمت تصور کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور خود پسندی سے باز آتا ہے۔

چہارم: مقصد میں ناکامی یا مصیبتوں سے دوچار ہونے کے وقت قلق و بے چینی کا شکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے تصور کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک و خالق ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو بہر حال ہو کر رہے گا۔ چنانچہ وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اجر و ثواب کا امیدوار رہتا ہے۔ اور اسی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اشارہ ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِیْهِ كُوْلٰی سِیْءٍ مِّصِیْبَتٌ نَّہْ دُنِیَا مِیْنِ آتِیْ ہِے



الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ -

اور نہ خاص تمھاری جانوں میں، مگر یہ کہ (سب) ایک رجسٹر میں (لکھی) ہیں، قبل اسکے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں۔ یہ اللہ کے لئے آسان ہے تاکہ جو چیز تم سے لی جا رہی ہے اس پر (اتنا) رنج نہ کرو اور جو چیز اس نے تمہیں دی ہے اس پر اتراؤ نہیں۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔ (الحمدید: ۲۳)

اور آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اور اس کے فوائد و ثمرات سے مکمل طور پر نوازے اور اپنا فضل و کرم مزید بر مزید ہم پر کرتا رہے اور ہدایت یاب ہونے کے بعد ہمارے دلوں کو زنگ آلود نہ کرے اور ہمارے لئے اپنی رحمتوں کا دروازہ کھول دے۔ وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ۔



# الدرار السلفیہ کی چند اردو مطبوعات

آسان حج مسنون	اپنا عقیدہ سیکھیے
اسلام اور مسائل جاہلیت	اسلام کے صحیح عقائد اور اسکے نواقض
اسلام میں حلال و حرام	اسلام میں غریبی کا علاج
اسلامی آداب	اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت
اصلاح المساجد	آداب زیارۃ القبور
التوحید	السماع والرقص
الوصیۃ الصغری	بدعات اور ان کا شرعی پوست مارٹم
بیمہ اور اس کی شرعی حیثیت	تحفۃ العروس (غیر مجلد)
تحفۃ حدیث	تعلیم الاسلام
جن اور شیاطین	جادو اور کہانت
حج مسنون	دین کے تین بنیادی اصول
واعیان حق کے اوصاف	دس اہم دینی مسائل
ذکر الہی	رثوت شریعت اسلامیہ میں ایک عظیم جرم
رکعات التراتج	زیارۃ القبور
سبیل الجنۃ	سبیل الرسول
سجدہ سہو	شادی
شبہات کا ازالہ	شریعت اسلامیہ میں تصویر کا حکم

اس کے علاوہ دیگر مکتوبات کی دوری وغیرہ کی کتابیں بھی ہمارے یہاں دستیاب ہیں۔

# الدار السلفیہ کی چند اردو مطبوعات

صراطِ مستقیم

صلوٰۃ الرسول

صلوٰۃ النبی

طاعونِ رحمت یا رحمت

طبِ نبوی

طریق النجاة

طلاق

قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب

کتاب التوحید (شیخ محمد بن عبد الوہاب)

کتاب التوحید (الفوزان)

کتاب الدعاء (کلاں)

کتاب الدعاء (خورد)

مجنوب

محاسن اسلام

محمد بن عبد الوہاب

مختصر زاد المعاد

مذہبی فرقہ پرستی اور اسلام

معاشرہ کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج

معجزاتِ نبویؐ

ملفوظات شیخ عبد القادر جیلانی

نصیحة المسلمین

نماز مسنون

وسیلہ کی حقیقت

یہود و نصاریٰ تاریخ کے آئینے میں

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۳ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی۔ ۳، فون:- ۳۷۱۶۲۸۸



MAKTABA

## **AL-DARUSSALAFIAH**

6/8-HAZRAT TERRACE, SK. HAFIZUDDIN MARG,  
BOMBAY - 400 008 (INDIA)

TEL:308 27 37/ 308 89 89, FAX: 306 57 10

RS.25/-